۱۰

سَوراج یونیورسٹی: نوآبادیاتی اثرات سے نجات کا تجربہ

منیش جین

[مقامی ثقافتوں، مقامی معیشتوں اور مقامی ماحولیات کو فروغ دینے کے لیے بھارت کی پہلی درس گاہ کی حیثیت سے سَوراج یونیورسٹی کا آغاز ۲۰۱۰ء میں ہوا۔ سَوراج (Swaraj) کا مطلب ہے: اپنا راج، اپنی حکومت، اپنے دیس میں اپنی حکومت۔ اس یونیورسٹی کے بانیوں میں شامل منیش جین نے روایتی نوآبادیاتی نصاب کے شکنجے سے نکلنے کے لیے اس تعلیمی ادارے کی بعض اختراعات پر روشنی ڈالی ہے۔]

''وہ جگہ جہاں خود آگاہی حاصل ہوتی اور جہاں صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں۔ جہاں تجربے سے سیکھا جاسکتا ہے اور آپ وہ کچھ کرسکتے ہیں جسے کرنے کا جذبہ آپ کے اندر پایا جاتا ہو۔ جہاں ٹھوکر کھانے، گرنے اور غلطیاں کرنے کی آزادی ہے۔ جہاں دوست بنائے جاسکتے اور تنوع، سماج اور جمہوریت کو سمجھا جاسکتا ہے۔ جہاں آپ سے پوچھا جاسکتا اور آپ دوسروں سے پوچھ سکتے ہیں۔ ایسی جگہ جہاں آپ کچھ کر کے دکھاسکتے ہیں، اپنی برادری، بستی، معاشرے، ماحول، اور خود اپنے لیے۔''
(سکھی نیتن انیتا، کھوجی، عمر ۱۹ سال)

سَوراج یونیورسٹی اکیسویں صدی کے تقاضوں کے مطابق تشکیل دی جانے والی عوامی یونیورسٹی ہے۔ عام لوگوں کے مسائل و مشکلات سے لاتعلق نمائشی چمک دمک والے دوسرے تعلیمی اداروں کے برعکس، ہم نے ایسا ماحول تخلیق کرنے کا عزم کیا ہے جس میں طالب علم سنجیدگی اور آزادی کے ساتھ، اپنی اقدار، مقامی سچائیوں، حقیقی عالمی مسائل اور نئے امکانات کی روشنی میں اپنی صلاحیتوں اور بصیرت و دانش سے کام لے سکیں۔ تدریسی تجاویز، ماحولیاتی اور ثقافتی اعتبار سے پائیدار اسباب زندگی پر مبنی

پیمانے پر تیاری بھی ضروری ہے جو چاہے پی ایچ ڈی کی ڈگری نہ رکھتے ہوں مگر رہنے بسنے کے مختلف مقامی طور طریقوں سے پوری طرح آگاہ ہوں۔ علم و معرفت کی نصابی شکلوں کے ضمن میں تجربے سے سیکھنے کے طریقے اور روایتی دانش کی قدر و قیمت دوبارہ متعین کرنے کی ضرورت ہے۔

اس یونیورسٹی کے بانیوں میں شامل ریوا ڈینڈیج (Reva Dandage) کے بقول ''سوراج یونیورسٹی ہندوستان کی پہلی یونیورسٹی ہے جس کا مقصد ہماری مقامی تہذیب و ثقافت، مقامی معیشتوں اور مقامی ماحول کو تقویت دینا ہے۔'' ماحولیاتی پائیداری، سماجی انصاف اور جامع و صحت مند طرز ہائے زندگی ہمارے تصور کے بنیادی اصول ہیں۔ اس وسیع سیاق میں ہم نوجوانوں کے خوابوں کو عملی جامہ پہنانے اور ماحول دوست کاروباری اداروں کے فروغ میں ان کی مدد کرنے کے خواہاں ہیں جو اُن کے لوگوں کو مثبت اور خوشگوار تبدیلی کا احساس دلا سکیں۔

سوراج یونیورسٹی، شک شانتر (Shikshantar: تعلیم و ترقی پر از سر نو سوچ بچار کے لیے قائم کیا گیا عوامی ادارہ) اور اس کے متعدد شرکاء کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ شک شانتر ایک غیر تجارتی عوامی تحریک ہے، جس کا قیام کئی سال پہلے تعلیمی اداروں کے کلچر کی اجارہ داری اور اس کے تحت قائم فکر کو کنٹرول کرنے والے اداروں کو چیلنج کرنے کے لیے عمل میں لایا گیا تھا۔ شک شانتر کا آغاز موجودہ حالات میں اپنی زندگیوں میں سوراج (اپنے اوپر آپ حکومت کرنا) کے لیے گاندھی کی پکار سے ہم آہنگی کے سوال سے ہوا تھا۔ شک شانتر کا مرکز اودے پور میں ہے، اور اس کی کوششوں کا مقصد ایسے افراد اور تنظیموں کو مواقع فراہم کرنا اور سوچ بچار کے عمل میں ان کے ساتھ تعاون کرنا ہے جو صنعت، تعلیم اور ترقی سمیت زندگی کے مختلف میدانوں میں اداروں کے متبادل اسلوب تخلیق کرنے کے خواہاں ہوں۔ شک شانتر، سواپتھ گمی (Swapathgami) نیٹ ورک کی میزبانی بھی کرتی ہے۔ یہ ان عوامی طبقات کا ایک ٹرانس لوکل نیٹ ورک ہے جو اسکولوں، یونیورسٹیوں اور ملازمتوں سے نکل کر اپنی زندگیوں اور اپنی جمعیتوں میں نئے امکانات کو جنم دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان میں سے کئی لوگ سرپرست، مربی اور مشیر کی حیثیت سے سوراج یونیورسٹی کا حصہ ہیں۔

پروگرام کی منفرد خصوصیات

ہندوستان کی گروششیا کی زرخیز روایت، مہاتما گاندھی کی نئی تعلیم، رابندر ناتھ ٹیگور کے شانتی نکیتن اور رانچو کی تین احمق نامی کامیڈی سے متاثر ہوکر اپریل ۲۰۱۰ء میں سوراج یونیورسٹی سولہ سے تیس سال تک کے نوجوانوں کی صلاحیتوں کو نکھارنے والی درس گاہ کی حیثیت سے شروع کی گئی جہاں وہ اپنے لوگوں کی قیادت اور ماحول دوست کاروبار کی مختلف قسموں سے متعلق آگہی کے طریقے خود وضع کرسکیں۔ سوراج یونیورسٹی میں طلبہ کھوجی (تلاش وتحقیق کرنے والے، ریسرچر) کہلاتے ہیں۔ ہاتھ، دل، دماغ اور گھر کی یکجائی اس طرز تعلیم کا محور ہے۔ سوراج یونیورسٹی کی کئی منفرد خصوصیات قابل ذکر ہیں:

- ہر طالب علم کو اپنے خوابوں اور سماجی تصورات پر مبنی اپنا ذاتی تعلیمی پروگرام وضع کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ یہ نظام ہر طالب علم کو اس بات کا خود فیصلہ کرنے کی آزادی اور ذمے داری دینا چاہتا ہے کہ وہ کیا پڑھنا چاہتا ہے، کس طرح پڑھنا چاہتا ہے اور کس سے پڑھنا چاہتا ہے۔ مفروضات پر مبنی نظریات اور ان فرسودہ اور روایتی طریقوں کو ذہنوں سے نکالنے کے متعدد تجربی طریقے وضع کیے گئے ہیں جن کے بوجھ کے ساتھ بہت سے طالب علم یہاں آتے ہیں۔
- طالب علم یہاں سیکھنے سکھانے کے فعال اور سرگرم ماحول اور ساتھیوں میں رہ کر سیکھتے ہیں۔ یہاں وہ مسلسل گہری جمہوریت، حکمرانی اور فیصلہ سازی کے طریقوں کا عملی تجربہ کرتے ہیں۔ انہیں اجتماعی زندگی میں سرگرم کردار ادا کرنے کی دعوت دی جاتی ہے اور غذا، رہائش، توانائی، باہمی رابطوں، علاج معالجے، صحت وصفائی اور کوڑے کرکٹ کے مفید استعمال وغیرہ کے تعلق سے روزمرہ مسائل کے حل میں شریک کیا جاتا ہے۔ اس طریق کار نے موقع پر سیکھنے ('ابھی اور یہیں') کے فوری مواقع مہیا کیے ہیں خصوصاً گروپ کی حرکیات کے گرد وپیش۔
- متنوع علمی وسماجی روایات سے آنے والے مختلف قسم کے اساتذہ، مربی اور ماہرین (جن میں رسمی تعلیم حاصل نہ کرنے اور پی ایچ ڈی کی سند نہ رکھنے والے افراد بھی شامل ہیں) تعلیم دینے کے

اہل تسلیم کیے جاتے ہیں اور ان کے لیے مزید گنجائش پیدا کی جا رہی ہے۔ تدریس کے عمل میں باہمی تعاون کے اصول کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے جہاں طلبہ خود ہی اپنے اساتذہ کا یا اساتذہ اپنے شاگردوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس تعلیمی مرکز کا بنیادی تصور یہ ہے کہ 'ساری دنیا ہمارا کلاس روم ہے'۔ یہاں ایک دوسرے سے ارادتاً سیکھنے کی بھی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے جبکہ غیر رسمی تبادلہ خیال کی خاطر طلبہ ایک دوسرے کے لیے سیمیناروں اور ورکشاپوں کا اہتمام کرتے ہیں۔

- فیڈ بیک کونسل، مترا نیٹ ورک، فون اے فرینڈ گروپ، لسٹ سرو اور ورکشاپس جیسے مختلف طریقے بھی متعارف کرائے گئے ہیں تاکہ طلبہ کو سیکھنے کے لیے جذباتی طور پر بہتر ماحول میسر آ سکے۔ نوجوانوں کو اپنے خاندان، اپنے ساتھیوں، گرل فرینڈ زیا بوائے فرینڈز، اور اس کے ساتھ ساتھ حصول تعلیم کے عمل میں مختلف طرح کے اتار چڑھاؤ کی شکل میں بہت سے چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انہیں غصے، خود اعتمادی کی کمی، گھریلو رشتوں کی ٹوٹ پھوٹ وغیرہ جیسے بے شمار مسائل سے بھی سابقہ پیش آتا ہے۔ اس تعلیم گاہ کی شکل میں طلبہ کو ایک ایسی جگہ فراہم کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے جہاں وہ اپنے جذبات کا کھل کر اظہار کر سکیں اور ایک دوسرے کے زخموں کے لیے مرہم بن سکیں۔

- پوری یونیورسٹی رضا کارانہ انداز میں لوگوں کو عطا کرنے (گفٹ کلچر) کے جذبے کے ساتھ کام کرتی ہے۔ علم ودانش کو جنس بازار اور تجارتی شے بنا دینے کے رویے کو بدلنا بھی اس ادارے کا ایک اہم مقصد ہے۔ ان پروگراموں کو جاری رکھنے کے لیے طلبہ کو اخراجات میں حسب استطاعت حصہ لینے کی دعوت بھی دی جاتی ہے۔ اساتذہ اور باوسیلہ اشخاص بھی طلبہ کو رضا کارانہ طور پر وقت دیتے ہیں۔ گفٹ کلچر کو سمجھنے کے لیے کاپی لیفٹ (CopyLeft) جیسے متعدد تجربات اور طریقے متعارف کرائے گئے ہیں۔ [کاپی لیفٹ سے مراد ایسے کمپیوٹر سافٹ ویئر یا دیگر علمی کام ہیں جنہیں بلا معاوضہ استعمال کیا جا سکتا ہے اور جن میں ترامیم کر کے انہیں بہتر بنانے اور آگے مفت پھیلانے کی اجازت بھی ہوتی ہے۔]

- یہ بات خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ سوراج یونیورسٹی کوئی امتحان لیتی ہے نہ ڈگری یا سرٹیفکیٹ دیتی ہے۔ یہ درس گاہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن یا کسی دوسرے بیرونی ادارے کی جانب سے

منظور شدہ بھی نہیں۔ یہ ایک عوامی یونیورسٹی ہے جسے عملی اقدام پر یقین رکھنے والے ممتاز مفکروں، عام باشندوں، مقامی تنظیموں اور اس نظام کے تحت عملی کامیابیاں حاصل کرنے والے طلبہ کی منظوری اور حمایت حاصل ہے۔

اس ادارے کی بانی ریوا ڈینڈ تیج کے بقول ''ہم طلبہ کو حقیقی مہارت اور علم سے لیس کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ کاغذی کارروائیوں کے بجائے اپنی آبادیوں کی ضرورتوں کے مطابق حقیقی منصوبے تیار کر کے عمل میں لائیں۔ دوسال کے کورس میں ہر کھوجی اپنے عملی تجربات، ذاتی صلاحیتوں اور حوالوں کا دفتر (پورٹ فولیو) خود تیار کرتا ہے۔ دوسال کے اختتام پر ہم سمجھتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک ماحول دوست تقاضوں کے مطابق خود اپنے منصوبے شروع کرنے کے لیے پوری خود اعتمادی اور بصیرت رکھتا ہے۔''

سو سے زائد تنظیموں کے اشتراک سے چلنے والی شک شانتر کی 'تعلیمی اسناد کی بیماری سے نجات کی مہم' ('Healing Ourselves from the Diploma Disease' campaign) اس کی شناخت بن گئی ہے۔ یہ تنظیمیں طلبہ کو ان کے تجربے، پورٹ فولیو اور انٹرویو کی بنیاد پر، کسی رسمی ڈگری کے بغیر، ملازمت دینے اور آگے بڑھانے کی خواہاں ہیں۔ سوراج یونیورسٹی دنیا کی دوسری اختراعی یونیورسٹیوں سے بھی رابطے میں ہے۔ ان میں Gaia University, Peer-to-Peer University اور IGNOU شامل ہیں۔ یہ تعلیمی ادارے علمی و تکنیکی مواد، آن لائن کورسز اور طلبہ تک رسائی فراہم کرتے ہیں۔ متعدد کھوجی ہندوستان کی قدیم روایتی دانش کی روایات کے مطالعہ کے لیے دیر پارک انسٹی ٹیوٹ کے مختصر سیمیناروں اور ورکشاپوں میں حصہ لے چکے ہیں۔

طلبہ کے پروفائل

اس تعلیم گاہ کے پہلے گروپ (Cohort) میں فی الوقت اٹھارہ طلبہ پڑھ رہے ہیں۔ اس کی پہلی کھیپ میں عمر، زبان، مذہب، معاشی پس منظر، حتیٰ کہ عقائد و نظریات کے لحاظ سے بھی زبردست رنگا رنگی ہے۔ ان کھوجیوں میں راجستھان، گجرات، مدھیہ پردیش، اتر پردیش، دہلی اور کرناٹک کے

شہری اور دیہی علاقوں سے آنے والے شامل ہیں۔ سوراج یونیورسٹی میں داخلے کے لیے کسی پیشگی ڈگری یا ڈپلوما کی ضرورت نہیں۔ یہاں چناؤ کا اصل معیار ذاتی پہل کاری اور معاشرے اور ماحول کے لیے کوئی بھلا کام انجام دینے کے مقصد سے گہری وابستگی ہے۔ اس گروپ کا سب سے کم عمر طالب علم ۱۷ سال کا اور سب سے بڑا ۳۰ سال کا ہے۔ ان میں سے دو تہائی کو تعلیمی اخراجات کے لیے جزوی یا کلی وظیفہ ملتا ہے۔ اس ادارے کی بنیاد رکھنے والوں میں سے ایک نتن پرانج اپے (Nitin Paranjape) کا کہنا ہے ''ہم یقین رکھتے ہیں کہ اپنے علمی پس منظر کے علی الرغم ہر شخص سیکھ سکتا اور دنیا میں کوئی نہ کوئی خاص کام انجام دے سکتا ہے۔ ضرورت بس اس بات کی ہے کہ اسے اپنی صلاحیتوں سے آگہی اپنی داخلی امنگوں کا پتہ لگانے اور سماج کی جانب سے تعاون کے مواقع فراہم کردیے جائیں۔ مرکزی دھارے کا تعلیمی نظام ناکامیوں کا مجموعہ ہے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہر شخص جیت سکتا، کامیابی حاصل کرسکتا اور زندگی کے گہرے معنی جان سکتا ہے۔''

چند کھوجی اور ان کا پس منظر

آنت سنگھ میسور سے تعلق رکھنے والا ۱۸ سالہ لڑکا ہے۔ اس نے بارھویں جماعت تک تعلیم حاصل کی ہے۔ وہ شہروں کو ماحولیاتی تباہی سے بچانے کے لیے ماحول دوست گھروں کا منصوبہ تیار کررہا ہے۔ اس مقصد کے لیے وہ ایسے مکانات کی نقشہ کاری میں مصروف ہے جن کی چھتوں پر پودے لگائے جائیں، جنہیں شمسی توانائی سے بجلی فراہم کی جائے اور جن کے باتھ روم پانی کے خرچ میں باکفایت ہوں۔ وہ ماحول سے ہم آہنگ طرز زندگی کے حوالے سے دیہی علاقوں میں اپنا روزگار آپ پیدا کرنے والی آبادی کی رہنمائی کرنا چاہتا ہے۔ وہ ایسے طریقے دریافت کرنے کی کوشش کررہا ہے جن کی مدد سے دیہات میں زندگی کو فضول خرچی اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیر لگانے کی روش سے بچایا اور معقول، ذمے دارانہ اور فطرت سے ہم آہنگ بنایا جاسکے۔ وہ کہتا ہے ''سوراج میں ہم خیال لوگوں سے مجھے جن ذرائع اور نیٹ ورکس تک رسائی ملی ہے وہ انمول ہے اور اس نے بہت سے دروازے کھول دیے ہیں۔''

اتر پردیش کے تاریخی شہر بنارس سے آنے والی نوجوان خاتون **ہرشتا ودھیہ** نے دہلی یونیورسٹی سے گریجویٹ کی ڈگری لی مگر اس کے بعد اس نے عام مروجہ تعلیمی نظام کے تحت مزید پڑھنے کے بجائے سوراج میں متبادل نظام کے ذریعے اپنی امنگوں کی تکمیل کا فیصلہ کیا۔ اس کی دلچسپی کا محور توانائی کے متبادل ذرائع کے علاوہ پرانک طریق علاج، اور مریض کی شفایابی اور بحالی میں محبت اور درگزر کی اہمیت اور کردار ہے۔ وہ اپنے گردوپیش کے ماحول کو کم سے کم نقصان پہنچانے والے پائیدار طرز ہائے بودوباش کی دریافت میں بھی گہری دلچسپی رکھتی ہے۔ رقص بھی اس کا ایک شوق ہے۔ وہ آزادی اور حوصلے کے ساتھ جینے کی کوشش کر رہی ہے اور غلطیاں کرنے اور ان سے سیکھنے کو زندگی کا حصہ سمجھتی ہے۔ اس کا کہنا ہے ''سوراج یونیورسٹی میں آنے کے بعد میں نے دوبارہ اپنے خوابوں اور قدروں پر یقین کرنا شروع کر دیا ہے اور انسانیت پر میرا اعتماد بحال ہو گیا ہے۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ یہاں واقعی اپنے سرپرستوں کے درمیان ہوں۔''

بیس سالہ **گیان شاہانی**، جس کا تعلق مہاراشٹر کے علاقے ناشک سے ہے، فلم سازی خصوصاً ڈرامے اور افسانے میں دلچسپی رکھتا ہے۔ وہ اس طاقتور ذریعے کو لوگوں اور معاشرے میں مثبت تبدیلی لانے کے لیے بڑے پیمانے پر استعمال کرنا چاہتا ہے۔ اس نے آٹھویں جماعت کے بعد اسکول چھوڑنے کا فیصلہ کیا کیونکہ وہ سرکاری اسکولوں کے پست معیار تعلیم سے بیزار ہو گیا تھا۔ اس کی دوسری دلچسپیوں میں لکھنا، پڑھنا، تھیٹر اور فوٹوگرافی شامل ہیں۔ وہ کہتا ہے ''سوراج یونیورسٹی میں مجھے جو محبت اور پذیرائی ملی اس نے مجھے وہ کچھ کرنے کے لیے آگے بڑھنے کی ہمت اور طاقت دی جو میں کرنا چاہتا ہوں۔''

انیس برس کی **سکھی نیتن انیتا**، ناشک سے آئی ہے۔ اس کم عمر لڑکی نے ساتویں سے دسویں جماعت کے دوران اسکول کے نظام سے باہر آنے کا جرأت مندانہ فیصلہ کیا تاکہ محض رٹ کر امتحان دے لینے کے بجائے اپنے گردوپیش کی دنیا اور اس میں اپنے لیے موجود آگے بڑھنے کے امکانات کے بارے میں جان سکے۔ ان تین برسوں میں اس نے بہت سے کام کیے۔ ان میں ویب ڈیزائننگ،

فلم میکنگ، سیاحت، اور معاشرے کو بدلنے کے لیے اختراعی اقدامات کرنے والے لوگوں کے ساتھ رضاکارانہ خدمات کی انجام دہی شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ناشک میں بارھویں جماعت کے بورڈ کے امتحان میں اس نے پہلی پوزیشن بھی حاصل کی۔ سوراج یونیورسٹی میں داخلے کے بعد وہ آرٹ، پائیدار ڈیزائن، فوٹوگرافی، بچوں کی نفسیات پر کام اور لکھنے کے شوق کی تکمیل کر رہی ہے۔ وہ کہتی ہے ''سوراج یونیورسٹی نے پہل کاری میں میری حوصلہ افزائی کی اور اپنی تعلیم کے معاملے میں زیادہ ذمے دار بنایا۔ اس نے مجھے مختلف سماجی و معاشی پس منظر رکھنے والے لوگوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اس چیز نے زندگی کے بارے میں میرے تصور کو بہت وسعت اور زرخیزی عطا کی۔''

ریوا ڈینڈ تیج کے مطابق ''پہلے گروپ کا تنوع بسا اوقات بڑے بحث مباحثوں اور مشکل صورت حال کا سبب بنا۔ لیکن گزرنے والے برسوں میں ہم نے اس گروپ میں دوستی کے مضبوط رشتوں اور باہمی اعتماد کو پھلتے پھولتے بھی دیکھا جس نے عمر، طبقے، ذات اور نسل کی رکاوٹوں کو مٹا دیا۔''

بنیادی ڈھانچہ اور عملی طریق کار

سوراج یونیورسٹی میں معمول کا ذریعہ تعلیم ہندی ہے تاہم ہر طالب علم کے لیے اس کی اپنی زبان میں اظہار کی ضرورت کا خیال رکھا جاتا ہے۔ یہ پروگرام عملی تجربے اور غلطیوں سے سیکھنے پر یقین رکھتا ہے۔ پروگرام چار کھوجی میٹس (Meets)، تین مطالعاتی دوروں، اور تین تربیتی کورسوں (Mentorship) پر مشتمل ہوتا ہے۔ میٹس کیمپس کے اندر ہوتا ہے (پہلے سال میں ہر سہ ماہی میں سے ایک ماہ) اور دیگر پروگرام کیمپس سے باہر ملک کے کسی بھی حصے میں ہو سکتے ہیں۔ کھوجی میٹس میں یہ کھوجی اپنے وضع کردہ طریقے کے مطابق موضوع کے بارے میں سیکھنے، عملی مشقیں کرنے، اپنی صلاحیتوں کی نشو و نما، ٹیم ورک، منصوبہ بندی، اور اپنے فہم و شعور کو گہرا کرنے میں وقت صرف کرتے ہیں۔ کھوجی اپنے انفرادی تعلیمی ہدف کی شناخت واضح کرتے، انہیں حاصل کرنے کے لیے طریق کار تشکیل دیتے، ان کو عملی شکل دینے کے لیے درکار مہارتوں کا تعین کرتے، اپنے خوابوں اور بڑے

مقاصد کا از سرنو جائزہ لیتے، اور اپنی تربیت کی تفصیلات مرتب کرتے ہیں۔ کھوجی میٹس کے دوران کھوجی اپنی دستاویزات، پیشکش اور میڈیا کی مہارت کو بہتر بناتے ہیں، اپنے پورٹ فولیو مرتب کرتے اور اپنی تعلیم اور ترقی کے لیے ایک دوسرے کے کام کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے اور تجاویز و مشورے دیتے ہیں۔

معاملات زندگی میں نگاہ و بصیرت کو بہتر بنانے اور سوراج کے تصور کی گہری سوجھ بوجھ حاصل کرنے کی کوششوں کے ایک حصے کے طور پر کھوجی تحقیق کے موضوعات پر مووی دیکھتے، ایک دوسرے کے لیے سمینار منعقد کرتے، قریبی دیہات کے دورے کر کے مسائل سے آگہی حاصل کرتے، مضامین، مقالوں، کتابوں اور دوسرے ذرائع معلومات سے مل جل کر استفادہ کرتے، گھاس پھوس اور پودوں کے فاضل اجزاء سے باتھ روم بنانے اور شمسی توانائی سے کھانا پکانے جیسے منصوبوں کو عملی شکل دیتے، دوسرے ممالک کے طلبہ سے رابطے کرتے، اور وسائل رکھنے والے لوگوں کو اپنے ان تصورات کو آگے بڑھانے میں حصہ لینے کی دعوت دیتے ہیں۔

سوراج کے تخیل کو ذہن میں رکھتے ہوئے یونیورسٹی کیمپس فطری خوبصورتی کے حامل علاقے اراوالی کی پہاڑیوں کے درمیان اودے پور شہر سے تیس کلومیٹر دور ٹاپووان آشرم پر قدرتی کاشت کے طریقے والے ایک کھیت اور نرسری کے قریب بنایا گیا ہے۔ فطری حسن کی حامل جگہوں کو بحال کرنا اور ان کی دیکھ بھال اور نشوونما کی ذمے داری لینا اس پروگرام کا اہم جزو ہے۔ سوراج یونیورسٹی میں کوئی ملازم اور چپڑاسی نہیں ہے۔

ریوا ڈینڈ تیج کے بقول ''مرکزی دھارے کے تعلیمی ادارے طلبہ کو ماحول سے الگ تھلگ رکھتے ہوئے اپنی توجہ کا محور صرف اپنے نصاب کو بناتے ہیں۔ وہ اس غذا سے جو وہ کھاتے ہیں، اس توانائی سے جسے وہ استعمال کرتے ہیں اور اس فضلے سے جو ان کے ذریعے وجود میں آتا ہے، کوئی واسطہ رکھتے ہیں نہ اس کے سلسلے میں کوئی ذمے داری لیتے ہیں۔ تاہم ہمارے کیمپس کے تمام کھوجی اور اساتذہ مقامی آبادیوں میں باورچی خانے، لائبریری، خواب گاہ، بیرونی کلاس روم اور قدرتی کھاد سے کاشت

کیے گئے کھیت جیسی جگہوں کو ضرورت کے مطابق ڈھالنے اور بہتر بنانے میں حصہ لیتے ہیں۔ وہ مقامی آبادیوں کے مکینوں کو خورونوش اور صحت وصفائی کے معاملات اور اس سوچ بچار میں معاونت فراہم کرتے ہیں کہ کیا خریدا اور کیا صرف کیا جائے اور اس کا ہمارے ماحول پر کیا اثر ہوگا۔''

ناشک کے علاقے سے آنے والی کھوجی سکھی کے مطابق ''کیمپس میں زندگی ولولہ انگیز ہونے کے ساتھ ساتھ کچھ لوگوں کے سکون میں خلل ڈالنے کا باعث اور کچھ کے گہرے ذاتی معاملات سے تصادم مول لینے پر مبنی نیز ایک دوسرے کے ساتھ اور فطرت کے ساتھ ہم آہنگی سے رہنے کے طریقے تلاش کرنے پر مشتمل ہے۔''

مربی اور اساتذہ

تربیتی کورس کے دوران کھوجی، مربیوں اور اساتذہ کی نگرانی میں اپنی پسند کے مختلف شعبوں میں مہارت اور عملی سوجھ بوجھ بہم پہنچاتے ہیں۔ سوراج یونیورسٹی نے پورے ہندوستان میں ماہرین کی ایک وسیع کھیپ کا تعاون حاصل کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ یہ لوگ قدرتی کھادوں کے ذریعے کاشتکاری سے فطری علاج معالجہ تک، مقامی آبادی کے لیے ریڈیو نشریات سے فلم سازی تک، عورتوں کے حقوق سے سڑکوں پر پھرنے والے بچوں کے ساتھ کام کرنے تک، زیرو ویسٹ کرافٹ یعنی کوئی فضلہ پیدا نہ کرنے والی دست کاریوں سے صحت مند طباخی (کھانے پکانے) تک، پائیدار ڈیزائن سے مناسب قابل تجدید ٹیکنالوجیوں تک، مختلف النوع میدانوں میں تجربہ اور مہارت رکھتے ہیں۔ اودے پور میں کھوجی کمہاروں، پتلی تماشا گروں، بانس کی چیزیں بنانے والوں، جڑی بوٹیوں سے علاج کے ماہروں اور کاشت کاروں سمیت مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے افراد سے مختصر تربیت حاصل کرتے ہیں۔ سوراج یونیورسٹی کے اساتذہ اور ماہرین کی ٹیم کے ارکان کی تعداد پچاس سے زیادہ ہے جبکہ مقامی سطح پر مزید ماہرین کی خدمات حاصل کرنے کا اہتمام کیا جارہا ہے۔

چند اساتذہ وماہرین کا تعارف

دھریندرا اور **سمیتا** بجا طور پر گجرات کے علاقے سکوا کی دو انقلابی فکر رکھنے والی خواتین ہیں۔ یہ

دونوں [امریکی مفکر ہنری ڈیوڈ تھیوریو کی ماحولیات کے تحفظ کے لیے غیر معمولی خدمات کے حوالے سے] سکوا کی دو تھیوریاؤں کے نام سے مشہور ہیں۔ گجرات کے دریائے نرمدا کے کنارے دو ایکڑ زمین کے رقبے پر یہ خواتین سادہ اور خودکفیل زندگی بسر کرتی ہیں۔ یہ دونوں احمد آباد میں لکچرر تھیں لیکن بیس سال پہلے انہوں نے سادہ زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کیا۔ دونوں کے بچے کبھی اسکول نہیں گئے جن کی عمریں اب بیس سے پچیس سال تک ہیں۔ یہ قابل تجدید توانائی کی ٹیکنالوجی پر کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کئی نامیاتی اور جڑی بوٹیوں پر مشتمل اشیاء بنائی ہیں جنہیں وہ اگاتے اور تیاری کے مختلف مراحل سے گزار کر فروخت کرتے ہیں۔

بڑودہ کے **بھارت شاہ** ایلو پیتھک ڈاکٹر ہیں۔ انہوں نے اپنا شاندار پیشہ جدید دواؤں کے مضر اثرات سے آگہی کے بعد بڑودہ میں قدرتی طریق علاج کا ایک ہسپتال چلانے کے لیے چھوڑ دیا۔ وہ بڑودہ میں وینوبا نیچروپیتھی سنٹر کے انچارج ہیں۔ یہ مرکز گاندھی جی کے پیروکار وینوبا [بھاوے] سے منسوب اور صحت اور حفظان صحت کے ان کے تصورات پر مبنی ہے۔

پراوین پگارے اپنے طور پر تعلیم حاصل کرنے والے فلم ساز ہیں۔ انہوں نے اپنے دس سالہ کیریر میں نرمدا بچاؤ اندولن سے اکتا پریشد تک مختلف سماجی تحریکوں میں کام کیا ہے۔ ناشک کی ایک این جی او ابھی ویکتی (Abhivyakti) میڈیا ڈویلپمنٹ کے ساتھ انہوں نے بڑی لگن سے کئی برس کام کیا اور اس دوران مختلف سماجی مسائل پر دستاویزی فلمیں بنائیں۔

نندیتا دنیش تھیٹر کی فن کارہ ہیں۔ وہ ایسی ڈائرکٹر ہیں جس نے کمیونٹی میڈیا کی نئی شکلیں تلاش کرنے کے لیے زبردست جدوجہد کی ہے۔ انہوں نے دنیا کے مختلف حصوں میں تنازعات اور بے چینی کے خاتمے اور لوگوں کو متحد کرنے کے لیے شمال مشرقی ہندوستان سے نکل کر میکسیکو سے افغانستان تک دنیا کا سفر کیا۔ وہ مقامی لوگوں کے ساتھ شرکت اور تجربے پر مبنی تھیٹر میں خصوصی مہارت رکھتی ہیں۔ حالیہ دنوں میں انہوں نے نوعمر فن کاروں کے لیے ایک ادارہ میزا (Mezza) کے نام سے بنایا ہے۔

دیپک سچدے کوئی روایتی کسان نہیں۔ اس سے ملاقات پر پہلی چیز جو آپ کو چونکاتی ہے وہ اپنے کام اور اپنی زندگی سے اس کا لگاؤ اور جذبہ ہے۔ جب وہ فطرت سے ہم آہنگ ماحول دوست کاشت کاری (natueco-farming) کے بارے میں بولنا شروع کرتا ہے تو آپ فوراً جان لیتے ہیں کہ اس کی معلومات کی کوئی حد نہیں، کیونکہ وہ آپ کو مٹی، پودوں اور ماحول دوست طریق کار کی ایک لامتناہی دنیا میں کھینچ لے جاتا ہے۔ وہ آپ کو بتائے گا کہ زمین کے چوتھائی ایکڑ کے چھوٹے سے ٹکڑے میں بھی بامقصد کاشت کاری کیسے ممکن ہے اور فطرت کے ساتھ مطابقت پیدا کر کے صحت مند زندگی کس طرح بسر کی جا سکتی ہے۔ وہ خراب ہو جانے والی مٹی کو زرخیز بنانے کے لیے کیمیکل کے بے تحاشا استعمال اور لالچ کی بناء پر اور زیادہ خراب کر دینے کے طرز عمل کے خلاف آواز بلند کرنے میں مصروف ہے تاکہ ہم اپنے قدرتی کاشت کے حق کے لیے دعویٰ کر سکیں۔ وہ وسطی ہندوستان کی ریاست مدھیہ پردیش کے علاقے ہردا میں اپنے کھیت میں رہتا ہے۔

اودے پور کا **مانجو پرجاپت**، خود سیکھنے والا باورچی اور مقامی آبادی کی کاروباری شخصیت ہے۔ اس نے دسویں جماعت کے بعد پڑھنا چھوڑ دیا۔ وہ ''جسو آن وسو مان'' (یعنی: آپ وہی کچھ ہیں جو آپ کھاتے ہیں) کے نام سے صحت کے اصولوں کے مطابق تیار کیے ہوئے کھانوں کا بزنس کرتا ہے۔ اس نے پکانے کے فن میں کئی نئے تجربے کیے ہیں جن میں مکمل طور پر تیل کے بغیر کھانے کی تیاری، شمسی توانائی کی ٹیکنالوجی کا استعمال، اور مقامی اناج کی مختلف اقسام سے بنائی گئی ڈشیں شامل ہیں۔ وہ اودے پور میں ایک سلو فوڈ کیفے بھی چلاتا ہے۔ [سلو فوڈ موومنٹ، فاسٹ فوڈ کے برعکس ماحول سے مطابقت رکھنے والی غذاؤں کو فروغ دینے کی تحریک ہے]۔

چند چیلنج اور کلیدی سبق

سوراج یونیورسٹی کے پہلے سال نے اب تک اعلیٰ تعلیم کے دائرے میں بہت سی ولولہ انگیز اختراعات کی ابتدا کی ہے۔ کئی کھوجیوں کو اپنے پہلے ہی سال کے بعد ملازمت کی پیشکشیں مل چکی ہیں۔ بہت سے خود اپنا کمیونٹی کاروبار شروع کرنے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ سب سے اہم بات

یہ کہ ہم خود کھوجیوں میں بڑی خوشگوار تبدیلیاں ان کے اندر صلاحیتوں اور خود اعتمادی کے پروان چڑھنے کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔ پہلے سال سے ہمیں نو آبادیاتی اثرات زائل کرنے کے موضوع کے حوالے سے کئی دلچسپ چیلنجوں سے بھی سابقہ پیش آیا اور کئی قابل توجہ کلیدی سبق بھی ملے:

ماہرین و اساتذہ اور نوجوانوں کے درمیان بین الثقافتی مکالمے کا مزید شعوری اہتمام ہونا چاہیے، یہ کام شہری و نیم شہری اور دیہی علاقوں کی بنیاد پر انجام دیا جانا چاہیے۔ ان کے یکسر مختلف نظام ہائے اقدار، تجربات، علمی نظریات وغیرہ گہرے مکالمے کے لیے قیمتی فکری غذا فراہم کر سکتے ہیں، جبکہ ان میں شرکت سے محروم رہنا بڑے نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔ نو آبادیاتی اثرات کے ازالے کے سیاق میں یہ بات اہم ہے کہ تینوں گروپ اس حقیقت کا ادراک کریں کہ اس دور کے چیلنجوں کو سمجھنے کے لیے وہ ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ ہم بین الثقافتی مکالمے کے لیے زیادہ سرگرم گنجائشیں پیدا کرنے کے راستے تلاش کر رہے ہیں۔ نوجوانوں کے لیے جذباتی مدد، حوصلہ افزائی اور ان کی فلاح و بہبود کے معاملات اس سے کہیں زیادہ حساس ہیں جس کا ہم نے تصور کیا تھا۔ ان میں سے بہتوں کو مروجہ تعلیمی نظام میں سخت تذلیل، بیزاری اور جسمانی اذیت کا سامنا کرنا پڑا۔ خاندانی نظام اور سماجی مقام نے مزید جذباتی مسائل کو جنم دیا ہے۔ نیز نو آبادیاتی نظام کی نفی اور مروجہ طریق تعلیم سے نجات کا عمل لوگوں کو اکثر بہت جذباتی بنا دیتا ہے کیونکہ اس عمل میں بہت سے مروجہ تصورات سوالات کی زد میں آتے ہیں۔ ایک متبادل راستے کے بارے میں بات چیت، اس مفہوم میں کہ کسی ایک کی اقدار کو دنیا کی موجودہ حالت میں زیر عمل لایا جائے، بہت مشکل کام ہے۔

ہم نے کھوجیوں میں ہمدردانہ طرز عمل، پذیرائی اور سنے جانے کے احساس کے بعد زبردست تبدیلیاں دیکھی ہیں۔ ہم ان کی مزید دیکھ بھال، جذباتی بہبود، اور انہیں خوف و خطر کے احساس سے نجات دلانے کے لیے نئے طریقوں کی تلاش کی مسلسل کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے نوجوانوں پر عوامی میڈیا اور میٹرو کلچر کا زبردست اثر دیکھا ہے۔ فلمی ستاروں، کرکٹ کے کھلاڑیوں، فیشن، ٹیکنالوجی وغیرہ ان کے ہم عمر گروپ کے عام موضوعات گفتگو ہیں۔ فی الحقیقت رسمی علمی موضوعات نوجوانوں کی روز

مرہ بات چیت میں بہت کم ہی جگہ پاتے ہیں۔ ایسے نوجوان جو دوسرے موضوعات چھیڑنے کی کوشش کرتے ہیں اکثر اپنے ہم عمر گروپ سے نکال باہر کیے جاتے ہیں۔ ہم ایسے طریقے ڈھونڈ رہے ہیں جن کے ذریعے اس بالی وُڈ میڈیا کلچر کو زیادہ تخلیقی اور مفید شکل دی جا سکے۔

تعلیم کے خود طے کردہ طریقے کے تحت تدریس میں ہم ورثے میں ملے ہوئے ایک خاص طرح کے علمی کٹھور پن اور لکیر کا فقیر بنے رہنے والے رویے کو بدلنے کے لیے مسلسل کوشاں ہیں۔ ہم نصابی تجربے کے ساتھ ساتھ مختلف النوع نظام ہائے دانش اور سیکھنے کے طریقے متعارف کرانے، سیکھنے کے عمل کی رفتار بڑھانے نیز طریق کار کو اساتذہ اور طلبہ دونوں کے لیے آسان بنانے کی سعی کر رہے ہیں۔ ہم نے ایک فرد کی تعلیم اور تفہیم کے لیے متعدد طریقوں، زبانوں اور ذرائع اظہار کے دروازے کھلے رکھے ہیں۔ اس راہ پر نصاب کی مرکزیت کے حوالے سے ہمیں اپنے بعض علمی تعصبات اور لگے بندھے رویوں کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے اساتذہ، طلبہ اور خود اپنی کارکردگی کی قدر و قیمت کے بارے میں درست اندازہ لگانے کے لیے ان آراء اور تاثرات کی روشنی میں مختلف معیارات وضع کرنے کی کوشش کی ہے جو کھوجیوں کو اپنی علمی سیاحی کے دوران ملتے ہیں۔ ہم مسلسل وہ نقطہ توازن دریافت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس کے مطابق پروگرام وضع کرنے میں اپنا اور کھوجیوں کا حصہ بالکل درست طور پر متعین کر سکیں اور دانشورانہ گہرائی اور پختگی کے حصول کو یقینی بنایا جا سکے۔

سوراج یونیورسٹی کے تصور کا بہت مثبت ردعمل سامنے آیا ہے، اور بہت سے مختلف ماحول، سیاق وسباق اور ضروریات کے لیے اس کا تقاضا کیا جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر سنٹرل جیل میں سوراج یونیورسٹی کا ایک کیمپس قائم کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ ایسے افراد کے لیے جو دن میں کام کرنے کی وجہ سے یونیورسٹی کے کل وقتی پروگرام میں شریک نہیں ہو سکتے، شام کی کلاسوں کے آغاز میں بھی دلچسپی ظاہر کی گئی ہے۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں نوجوانوں کے لیے سمر لیڈرشپ پروگرام تشکیل دینے کی خواہش بھی ظاہر کی گئی ہے۔ دیہی سوراج یونیورسٹی میں بھی دلچسپی کا اظہار کیا گیا ہے۔ ہم ان بنیادی

خواص کا تعین کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جنہیں ہر جگہ اور تمام شکلوں میں سوراج یونیورسٹی کے پروگرام میں مطابقت کو یقینی بنانے کے لیے لازمی طور پر شامل رہنا چاہیے۔

اکیسویں صدی میں جامعات کے نظام کو بہت سے بحرانوں کا سامنا ہے۔ سوراج یونیورسٹی استعماری اثرات سے نجات کے لیے نصاب کی اصلاح کے معاملے کو الگ رکھتے ہوئے، اُس بنیادی ڈھانچے، کردار، اقدار، اور معاشیات پر از سرِ نو غور و فکر اور تجدید و اصلاح پر بات چیت شروع کرنے کی ایک چھوٹی سی عاجزانہ کاوش ہے جس پر یونیورسٹی کا نظام استوار ہوتا ہے۔ سوراج یونیورسٹی کی شکل میں طالب علم، استاد اور مقامی آبادیوں کی طاقت اور ذمے داری کی بحالی کی کوشش تعلیمی تبدیلی کے نقطۂ آغاز کی حیثیت رکھتی ہے۔ سوراج کے وسیع تر تصور کو حقیقت کا رنگ دینے کے لیے دانشورانہ سطح پر ایسی بہت سی کوششوں اور مزید محنت کی ضرورت ہے، لیکن اس یونیورسٹی کی شکل میں کم از کم ایک قدم ضرور اٹھا لیا گیا ہے اور لوگ اب روایتی یونیورسٹی کے ڈھنگ سے بالاتر ہو کر کچھ سوچنے کی ہمت کر سکتے ہیں۔

سوراج یونیورسٹی کا تجربہ: کھوجیوں کے تاثرات کی چند جھلکیاں

''یہ ہم سب کے لیے دریافت اور تجربے پر مبنی ایک ولولہ انگیز سفر رہا ہے۔ ہم نے مختلف تجربات سے سیکھا ہے۔ جیسے جیل کا دورہ، قریبی گاؤں میں نمائش کا اہتمام، میلے میں مقامی اناج سے تیار کردہ کھانوں کا اسٹال، پہاڑوں میں خاموش پیدل سفر، مقامی کسانوں اور فن کاروں مثلاً کمہاروں، پتلی تماشا دکھانے والوں وغیرہ کے ساتھ کام، قبائلی خانہ بدوشوں سے بات چیت جو اپنی بکریوں کے ساتھ میلوں چلتے ہیں، بیرونی ملکوں کے نوجوانوں سے تبادلہ خیال، چیتے کے پنجوں کے نشانات کا سراغ، گودام کا معائنہ اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت وغیرہ۔''

''سال کے خاص واقعات میں سے ایک، مختلف خدمات اور مقامی آبادی کے لیے تعمیری کاموں کی انجام دہی پر مشتمل اودے پور کی شیواجی نگر بستی میں اوسس گیمز کے نام سے ہونے والی ہفتے بھر کی حیرت انگیز مشق تھی جس میں ہم نے حصہ لیا۔ اس کا اہتمام برازیل سے تعلق رکھنے والے ہمارے

دوست ایڈ گارڈ نے کیا تھا۔ اس مشق نے ہمارے سوچنے اور سیکھنے کے عمل کو مختلف سمتوں میں آگے بڑھایا۔ مثلاً کسی برادری کے ساتھ کام کر کے کسی فن میں مہارت حاصل کرنا، اپنے تصورات اور خوابوں کو عملی شکل میں ڈھالنے کی جدوجہد کو ایک پرلطف کام کی حیثیت سے انجام دینا اور سماجی سطح پر بات چیت کے لیے مختلف طریقے اختیار کرنا۔ پہلی بار ہم نے غریب اور پس ماندہ کہلانے والی ایسی آبادیوں میں خوبصورتی، صلاحیتوں کی دولت اور ان کے اندر کارفرما توانائی کو دیکھنا سیکھا۔ ہم میں سے بہتوں کے اندر اس تجربے سے خدمت کا نیا جذبہ اور نئی سوچ ابھری ہے۔''

''سیاحت سیکھنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ پہلے سال میں ہم نے سیکھنے کے لیے بہت سفر کیے۔ اس نے ہمیں ایک دوسرے سے جوڑنے، نئے اور تازہ خیالات سے توانائی پانے، نئے لوگوں سے استفادہ کرنے، سماجی سطح پر کاروباری تجربہ حاصل کرنے، اپنے عالمی زاویہ نگاہ کو وسیع کرنے، دوسری برادریوں اور جمعیتوں کے ساتھ میل جول بڑھانے، اور ان تصورات کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنے کے مواقع فراہم کیے جن کا پہلے صرف خواب ہی دیکھ سکتے تھے۔ پچھلے سال ہم پونا اور احمد آباد گئے تھے۔''

''ہم نے پیسے، موبائل فون، کھانے پینے کے سامان اور دوسری تمام سفری ضروریات کے بغیر سائیکل پر دیہات کا نہایت منفرد اور پرلطف سفر کیا جس کا مقصد فرسودہ تصورات سے ذہن کو آزاد کرنا تھا۔ اس سائیکل یاترا کے دوران ہم نے خود اپنی جسمانی استطاعت اور آرام کی ضرورت کی حدوں کو آزمایا۔ پیسے اور دوسروں پر انحصار کے عام تصورات پر ہم سے سوال کیا گیا جبکہ ہم نے ترقی، پیش رفت اور سلامتی کے فرسودہ نظریات کو چیلنج کیا۔''

''ساتھی کھوجیوں کی جانب سے کیے جانے والے مختلف ذاتی تجربات کو دیکھنا بہت دلچسپ اور متاثر کن ہے۔ ان میں خاموشی، فری سائیکلنگ، اپنا علاج آپ، جسمانی محنت، انٹرنیٹ اور موبائل کے استعمال کی تحدید جیسی لائق تحسین کاوشوں پر مشتمل ذاتی تجربات شامل ہیں۔ یہ تجربات بے حسی، لاتعلقی اور تیز رفتار زندگی کے اس دور میں انسان کو زندہ اور بیدار رکھتے ہیں۔''

[منیش جین سوراج یونیورسٹی کے بانیوں میں سے ہیں، اور ہندوستان کے علاقے اودے پور میں واقع تھنک ٹانک (پیپلز انسٹی ٹیوٹ فار ری تھنکنگ ایجوکیشن اینڈ ڈویلپمنٹ) کے رابطہ کار اور شریک بانی کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ مندرجہ بالا تحریر جون ۲۰۱۱ء میں ملائشیا کے شہر پیانگ میں 'ہم اپنی یونیورسٹیوں سے استعماری اثرات کا خاتمہ کیسے کریں' کے موضوع پر ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس میں ان کی پیشکش کا متن ہے۔]

(ترجمہ: ثروت جمال اصمعی)

Source: Third World Resurgence No. 266/267, October/November 2012, pp 49-53